مارا پیٹا جاتا ہے یہانتک کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں جسم مبارک سے خون کے فوارے جاری ہوتے ہیں۔ انتہائی تکلیف آپ کو دیجاتی ہے فرشتہ بھی حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان طائف والوں کو پہاڑوں کے درمیان پیسکر سرمہ بنا دیا جاوے مگر آنحضور فرماتے ہیں کہ میں اس قوم کو ہلاک نہیں کرانا چاہتا بلکہ دعا کرتے ہیں اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ مجھے نہیں پہچانتی۔ اور فرماتے ہیں کہ میں امید کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ اگر یہ لوگ میری بات پر ایمان نہیں لاتے ہیں تو ایک دن ایسا آئے گا کہ ان کے بعد والی قومیں مسلمان ہونگی خیال فرمایئے حضرت نوحؑ نے بددعا کرنے کے ساتھ ساتھ اس قدر نا امیدی ظاہر کی کہ اگر ایک بچہ بھی زمین میں پیدا ہوگا تو وہ بھی کافر ہی ہوگا اور آنحضورؐ نے بددعا بھی نہیں کی بلکہ دعا کی اور ساتھ ساتھ اس قدر اپنے یقین اور امید کو ظاہر کرتے ہیں کہ میں امید کرتا ہوں ان کے بعد والی نسلیں مسلمان ہونگی ان تمام آیات کے ملانے اور مقابلہ کرنے سے آنحضورؐ کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت ہوتی ہے ؎

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری + آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سید سالار مسعود غازیؒ

(از جناب آفتاب احمد صاحب الوی اعظمی)

ہندوستان میں تو میلوں اور عرسوں کا ایک عام رواج ہے۔ اور اس کے متعلق اتنی عقیدت ہے کہ خواہ فرائض اور واجبات کی پابندی نہ ہو، شریعت کے کھلے ہوئے احکام کی خلاف ورزی دیدہ دلیری کے ساتھ کریں گے لیکن اپنے پیروں اور ولیوں کے عرسوں میں فرق نہ آنے دینگے۔ اسی پر نجات کا مدار سمجھتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کہنے والے کو بے دین، لامذہب، گستاخ، بے ادب وغیرہ تحقیری القاب سے یاد کرتے ہیں۔ خیر اس وقت مجھے اس کی شرعی حیثیت سے بحث نہیں کرنا ہے۔ بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی سلسلے کی ایک کڑی وہ اجتماع اور عرس بھی ہے جو یوپی کے اضلاع میں سے بہرائچ میں سید سالار مسعود غازی کی یادگار میں جیٹھ اور رجب کے مہینوں میں منعقد کیا جاتا ہے۔

بہت سے لوگ سالار غازی کے تاریخی حالات اور واقعات معلوم کر کے ان سے واقف ہونا چاہتے ہیں اس لئے آج کی صحبت میں میں آپ کو انہی کے کچھ ضروری حالات بتانا چاہتا ہوں۔

ولادت و نام و نسب آپ ۲۱ رجب ۴۰۵ھ بروز یکشنبہ (اتوار) کو بوقت صبح صادق اجمیر میں پیدا ہوئے آپ کا نام سالار مسعود اور لقب غازی ہے، عرف عام میں غازی میاں، اور بالے میاں بھی کہے جاتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام سالار ساہو، اور لقب پہلوان لشکر بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کا

سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد سلطان محمود غزنوی کی فوج میں ایک اعلیٰ جرنیل کی حیثیت سے مقام غزنی میں رہا کرتے تھے۔ سلطان محمود[۴] نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے ہیں ان حملوں کے ذریعہ لاکھوں ہندوؤں کو تہ تیغ کیا۔ مقابلہ پر آنے والے ہزاروں راجاؤں اور مہاراجوں کو شکستیں دیں۔ کروڑ ہا روپیوں کے زر و جواہر ہندوستان کے خزانوں اور قلعوں سے نکال کر اپنے وطن غزنی کو لے گیا۔ اور اس وقت کے راجپوتوں اور چھتریوں کو ناک چنے چبوا دیئے۔ ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کا رعب بٹھا دیا۔

سالار ساہو کا ہندوستان آنا سلطان محمود جب چوتھے حملے کے بعد غزنی واپس گیا تو پھر ہندوستان سے چند لوگ اس کے پاس فریاد لیکر پہنچے کہ ہندوؤں نے ہماری زندگی تلخ کر رکھی ہے اور مظفر خاں والی اجمیر مع اہل و عیال قلعہ میں پناہ گزیں ہے۔ رائے بھیروں اور رائے سوم کرن چالیس ہزار دل کو اپنے ساتھ ملا کر آمادۂ جنگ ہے آپ ہماری مدد کیجئے۔ سلطان فوراً مدد کیلئے تیار ہو گیا۔ اور ایک زبردست لشکر سالار ساہو کی ماتحتی میں اجمیر کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ لشکر اجمیر پہنچ گیا تو مظفر خاں کی جان میں جان آئی۔ اور ہندوؤں پر خوف طاری ہو گیا۔ وہ سمجھ گئے کہ سلطان محمود کی فوج آگئی اب ہماری خیر نہیں۔ بہر حال دوسرے روز دونوں فوجوں میں زبردست معرکہ آرائی ہوئی آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور غنیم نے بھاگ کر قنوج کے راجہ کے پاس پناہ لی۔ اس فتح کی خبر سالار ساہو نے سلطان محمود کے پاس بھیجدی۔ اس کے صلے میں سلطان نے آپ کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔ اور بہت کچھ انعام و اکرام کے ساتھ ان کی بیوی کو بھی جو ابھی تک غزنی ہی میں تھیں۔ انھیں کے پاس اجمیر بھیجدیا۔ آپ دونوں میاں بیوی یہیں رہے یہانتک کہ ۴۰۵ھ میں سالار مسعود کی پیدائش ہوئی۔ اس درمیان میں سالار ساہو کو ہندوؤں سے اور بھی بہت سے مقابلے کرنے پڑے اور خوب خوب جنگیں ہوئی ہیں لیکن چونکہ ان کا بیان کرنا اسوقت مقصود نہیں ہے۔ اور مضمون بھی بہت لمبا ہو جائے گا۔ اسلئے اس کو یہیں چھوڑ کر خاص مسعود غازی کے حالات کی طرف لوٹتا ہوں۔

سالار غازی کی تعلیم و تربیت جب آپ چار برس کے ہوئے تو والد نے حضرت سید ابراہیمؒ کی خدمت میں بسم اللہ کرائی۔ اور اس خوشی میں غریبوں محتاجوں میں بہت کچھ صدقہ خیرات کیا۔ نو برس کی عمر میں آپ نے بہت سے علوم حاصل کر لئے اور دس ہی برس کے سن سے عبادت و ریاضت کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لوگوں کو وعظ و نصیحت بھی فرمایا کرتے تھے۔ فن سپہ گری تو خاندانی ورثہ تھا۔ نیزہ بازی و تیر اندازی کی خوب مشق پیدا کر لی تھی۔ کبھی کبھی سیر و شکار کو بھی چلے جایا کرتے تھے۔ خوش لباس و خوش وضع تھے۔ عطر و خوشبو کا شوق تھا۔

لڑائیاں اور شہادت آپ کے والد لڑائی ہی کے سلسلہ میں ہندوستان آئے تھے چنانچہ آپ کو بھی جہاد و شہادت کا ذوق تھا اپنے بچپن ہی کے زمانے میں بعض جنگوں میں شریک ہوئے اور شجاعت و بہادری کے خوب خوب جوہر دکھائے۔ آپ کی بہادری و نیک نفسی کو دیکھکر سلطان محمود غزنوی آپ سے

[۴] ان نامور بادشاہوں میں سے ہے جس

بہت محبت کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے لڑکوں کو بھی آپ پر رشک ہوتا تھا۔ جن جنگوں میں سالار مسعود شریک ہوئے تھے ان میں سے سب سے بڑی اور مشہور جنگ وہ ہے جو سومنات کو فتح کرنے کیلئے سلطان محمود نے کی تھی یہ حملہ سومنات پر اہل اسلام کا ایک مشہور جہاد ہے۔ اب تو ہندوستان کے لوگ سومنات کا مقام بھی نہیں جانتے۔ لیکن وہ اُس وقت بڑے تیرتھوں میں گنا جاتا تھا۔ گرہن کے دن لاکھوں آدمی دور دور سے یہاں آتے تھے۔ اور ہندوؤں کا یہ اعتقاد تھا کہ روحیں بدن سے جدا ہو کر سومنات کی خدمت میں آتی ہیں۔ اور سمندر کا جوار بھاٹا نہیں ہوتا بلکہ سمندر اس کی پرستش میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ مقام اس مندر کا وہاں ہے جہاں اب جزیرہ نما گجرات میں بھابری وارہے وہ مہادیو کا مندر تھا۔ جس مکان میں سومنات تھا وہاں باہر کی روشنی نہ آتی تھی بلکہ جواہرات اور الماس جو در و دیوار میں جڑے ہوئے تھے۔ اور جڑاؤ قندیلوں میں لگے ہوئے تھے ان کی جوت اور جگمگاہٹ سے دن رات وہاں برابر تھے۔ چھپن ستون مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تھے۔ دو سو من سونے کی زنجیر لٹکتی تھی۔ اس میں گھنٹے اور گھڑیالیں لٹکتی تھیں جس وقت پوجا کا وقت ہوتا تھا وہ بجتے تھے۔ اس کے اخراجات کے واسطے دو ہزار گاؤں معاف تھے۔ دو ہزار پنڈے وہاں محافظت کے واسطے متعین تھے۔ دروازے کے سامنے سومنات (بت) کھڑا تھا۔ گنگا اگرچہ وہاں سے چھ سو کوس پر ہے مگر روزانہ تازہ گنگا جل ڈاک پر آتا تھا اور اس سے سومنات کو اشنان ہوتا تھا۔ پانچسو عورتیں اور تین سو گویّے تھے کہ پوجا کے وقت بھجن گاتے اور ناچتے تھے۔ وہ دولت اس مندر میں جمع تھی کہ کسی راجہ کے خزانے میں نہ ہوگی۔ غرض اس مہم کو سر کرنے کیلئے سلطان محمود نے فوج تیار کی۔ اور تیس ہزار اونٹوں پر پانی اور غلہ لادا گیا۔ اور محمود ملتان واجمیر ہوتا ہوا، سینکڑوں میل کے لق ودق میدانوں اور جنگلوں جھاڑیوں کو طے کرتا ہوا بالآخر وہاں پہنچا۔ اور سخت خونریز جنگ ہوئی۔ راجپوتوں نے اپنے اس مندر کو بچانے کیلئے جان توڑ کوشش کی۔ لیکن بنصرت الٰہی فتح کا سہرا مسلمانوں نے ہی کے سر رہا۔ پانچ ہزار ہندوؤں کو قتل کر ڈالا۔ فتح کے بعد محمود اندر داخل ہوا اور بت کو توڑنے کا حکم دیا تو پجاری دوڑ کر پاؤں پر گر پڑے اور کہا اگر حضور اس مورت کو نہ توڑیں تو اس کے عوض میں جسقدر روپیہ فرمائیں ہم لوگ اس کو نذر دیں۔ یہ بات سنکر سلطان نے کچھ تامل کیا۔ پھر فرمایا میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن نام پانا بہتر ہے۔ یہ کہکر اس پچگزی مورت پر ایسا گرز مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

حسب اتفاق اس کے پیٹ میں اس قدر ہیرے، موتی، جواہرات بیش بہا نکلے کہ اُس نذرانہ کی اس کے آگے کچھ اصل نہ تھی۔ یہ دیکھکر سلطان باغ باغ ہوگیا۔ دو ٹکڑے اس کے مدینہ منورہ بھیجے اور دو غزنی کو بھجوائے۔ جن میں سے ایک غزنی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں میں لگوا دیا اور ایک دیوان عام کے دروازہ پر ڈالدیا۔ کہتے ہیں کہ اس مہم میں کم از کم دس کروڑ روپیہ کا مال اس کو ہاتھ آیا ہوگا ایسی غنیمت عمر بھر ہاتھ نہیں لگی تھی۔ بہر حال اس عظیم الشان جنگ میں سالار غازی بھی شریک تھے۔ اور بڑی بہادری و جانبازی سے لڑے تھے اس مہم سے فارغ ہوکر سلطان محمود تو غزنین کی طرف واپس ہوگیا۔ مگر سالار غازی سلطان سے اجازت

لیکر ایک بھاری فوج اور لشکر کے ساتھ کفرستان ہند ہی میں مقیم رہے اور جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہے۔ چنانچہ آپ ملتان۔ اجودہن دہلی۔ میرٹھ۔ قنوج وغیرہ مقامات پر ہندوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے۔ اور ان کو شکستیں دیتے ہوئے براہ ملیح آباد مقام سترکھ میں داخل ہوئے۔ یہاں ہندوؤں کی سازش سے ایک حجام نے زہر آلود ناخنگیر سے آپ کو ہلاک کرنا چاہا۔ اس کے زہر نے آپ پر اثر تو ضرور کیا لیکن بفضلہ تعالیٰ پھر صحتیاب ہو گئے اسی دوران میں آپ کی والدہ کا مقام کاہیلر (جو خراسان کے قریب ہے) ۴۲۰ھ میں انتقال ہوگیا۔ اور ان کی لاش غزنی میں بھیجا کر دفن کی گئی۔ آپ کی والدہ کے انتقال کے بعد آپ کے والد سالار ساہو بھی آپ ہی کے پاس مقام سترکھ میں چلے آئے۔ اور پھر ۲۵ رشوال ۴۲۳ھ کو یہیں ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اِدھر سالار غازی کٹرہ مانک پور کے ہندوؤں کو زیر وزبر کرتے ہوئے بہرائچ پہنچ چکے تھے۔ اور والد کے انتقال کی خبر آپ کو وہیں ملی۔ والدہ اور والد دونوں کے صدمۂ مفارقت سے آپ کا دل مغموم ہوگیا۔ اور دنیا سے ایک حد تک بیزار ہوگئے۔ اِدھر ہندوؤں نے آپ کی بڑھتی ہوئی رَو دیکھکر زبردست مقابلہ کی تیاری کی۔ اور اکیس تاجداروں نے ملکر لاکھوں کی فوج جمع کی۔ اور اپنی قوت کے گھمنڈ میں سالار غازی کو لکھا کہ اپنی فوج پر رحم کرو اور ہمارا ملک چھوڑ کر واپس چلے جاؤ۔ ورنہ ہماری تلواریں تم میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گی۔ پہلے تو سالار غازی نے صلح و مصالحت سے ہی کام نکالنا چاہا مگر ہندو راجاؤں کے دماغ میں اپنی متحدہ قوت کا غرور سمایا ہوا تھا۔ انھوں نے لڑائی ہی کی ٹھانی آخر دریائے کنھلا پر مورچے لگ گئے اور خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ سالار غازی نے فوج کی خود کمان کی اور اس تدبیر سے مقابلہ کیا کہ ہندوؤں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ہزاروں مارے گئے اور سینکڑوں گرفتار ہوئے ان میں پانچ بڑے بڑے نامی راجہ بھی قید کیے گئے۔ لیکن بہت سے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اب انھوں نے گاؤں درگاؤں پھر پھرا کر دوبارہ جتھہ بندی کی اور مقابلہ کیلئے تیار ہوئے۔

اب کی دفعہ مقابلہ سخت تھا۔ ہندوؤں کا بے پناہ اجتماع تھا اور سالار غازی کے پاس فوج تھوڑی تھی کیونکہ پہلی جنگ میں مسلمان بھی بہت شہید ہوئے تھے۔ لیکن میدان چھوڑ کر چلے جانا تو اس مرد میدان کا کام نہ تھا۔ دو سو سواروں کو بہرائچ سے دو کوس آگے غنیم کے مقابلے کیلئے بھیجدیا۔ خود ابھی محلسرا ہی میں مقیم تھے کہ دشمنوں نے ان سواروں پر دھاوا بول دیا۔ آپ نے بھی خبر ملتے ہی فوراً نقارے پر چوب لگائی۔ بقیہ فوج کو ساتھ لیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے ہندوؤں کی فوج میں گھس گئے اور نہایت سخت خونریز جنگ ہوئی۔ ہندوؤں کی فوج کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ لکھتے ہیں کہ حدود نیپال سے پہاڑوں کے نیچے گھاگرا تک فوج کا پڑاؤ تھا آخر دو روز کی قیامت خیز جنگ میں سالار غازی کی فوج بھی یکے بعد دیگرے شہید ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ شہر دیو اور پہر دیو دو نامی ہندو تیر اندازوں نے خندقوں کی آڑ سے اس طرح تاک کر ایک تیر مارا کہ وہ سالار غازی کی شہ رگ میں آکر پیوست ہوگیا۔ اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے زمرۂ شہدا میں داخل ہوگئی۔ یہ حادثہ ۱۴ رجب ۴۲۴ھ بروز یکشنبہ بوقت عصر مقام بہرائچ میں پیش آیا۔

آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ آپ کی عمر کل اٹھارہ سال گیارہ مہینہ چوبیس روز کی ہوئی۔ آپ کی لاش بہرائچ ہی میں مدفون ہے۔ آپ کے ساتھ بعض دوسرے مجاہدین کی قبریں بھی وہیں ہیں۔

ماہ جیٹھ کے میلے کی اصلیت

آپ کی شہادت کے بعد عقیدتمندوں میں آپ کی کرامات کا چرچا ہونے لگا اور نہایت افسوس ہے کہ جس کفر و شرک کے مٹانے کیلئے سالار غازی نے ہندوؤں سے جہاد کیا تھا پھر اسی کفر و شرک کی طرف شیطان خود مسلمانوں کو مائل کرنے لگا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک داستان یہ بیان کی جاتی ہے کہ رودولی میں ایک صاحب سید جمال الدین نامی تھے، ان کی ایک نہایت خوبصورت نوجوان لڑکی زہرہ نامی نابینا تھی۔ سید جمال الدین کو اس کا بڑا صدمہ اور ملال تھا۔ لوگوں نے ان سے سالار غازی کی کرامات کا ذکر کیا اور کہا کہ وہاں اندھے بہرے لنگڑے لولے جاکر شفا پاتے ہیں سید جمال الدین نے زہرہ سے اس کا ذکر کیا۔ وہ سالار غازی کی کرامات و حالات سنکر بے دیکھے ان پر عاشق ہوگئی اور عہد کیا کہ اگر میں آنکھیں پاؤں گی تو مزار شریف پر جاروب کشی کرکے مرجاؤں گی۔ ہر وقت ان کی یاد میں مسعود مسعود پکارتی تھی۔ ایک روز روتے روتے سوگئی کان میں سالار غازی کی آواز آئی۔ زہرہ نے گھبرا کر کہا۔ خدایا اگر میں بچی عاشق ہوں تو مسعود کے صدقے میری آنکھوں میں روشنی آجائے۔ ورنہ میں ابھی مرجاؤں۔ اور ایک نظر مسعود کو مجھے دکھا کر زیارت کرادے۔ اس کی یہ دعا قبول ہوئی۔ آنکھوں میں روشنی آگئی۔ سالار غازی کو بھی دیکھ لیا۔ دیکھکر ایسی بیقرار ہوئی کہ فوراً آنکھ کھل گئی۔ والدین نے بینائی دیکھکر سالار غازی کی کرامت کا یقین کیا۔ زہرہ کا غازی کی جدائی میں برا حال تھا۔ ایک روز پھر خواب میں سالار غازی کو دیکھا۔ انھوں نے اس کو بہرائچ آنے کی بشارت دی چنانچہ اس کے والدین نے اسکو بہرائچ بھیج دیا۔ زہرہ نے وہاں پہنچکر سالار غازی کا روضہ تعمیر کرایا۔ اور دوسرے شہیدوں کا بھی مقبرہ بنوادیا۔ اور پھر خود اپنا بھی مقبرہ وہیں بنوایا۔ تمام عمر عبادت و ریاضت میں گذار کر وہیں انتقال کیا اور اپنے ہی بنوائے ہوئے مقبرے میں دفن کی گئی۔ کہتے ہیں کہ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ مدت کے بعد زہرہ کا بھی اسی عمر اور انھیں تاریخوں میں انتقال ہوا جن میں سالار غازی کی شہادت ہوئی تھی یعنی ۱۸ رجب آغاز ماہ جیٹھ میں اور رجب کے دن اٹھارہ سال سے کچھ زیادہ عمر میں انکی بھی وفات ہوئی۔ زہرہ کی وفات کے بعد اس کی قبر پر فاتحہ خوانی ..... کیلئے اس کے والدین ماہ جیٹھ کے شروع میں رودولی سے بہرائچ کو جاتے تھے اور سالار غازی و زہرہ کے نام کی برات سجا کر لیجاتے اور محفل عروسی رچاتے تھے۔ چنانچہ اب تک وہی طریقہ جاری ہے۔ اور اب صرف رودولی ہی سے نہیں بلکہ دوسرے دوسرے مقامات سے بھی برات آتی ہے اور بہرائچ میں میلہ لگتا ہے۔ یہ میلہ جیٹھ کے شروع میں ہوتا ہے۔ اور پھر دوسرا میلہ رجب میں عرس کے نام سے ہوتا ہے

آخری گذارش

اب میں آپ سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سالار غازی کی جنگی کارگذاریاں اور ان کا راہ حق میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوجانا۔ یہ تو بے شک تسلیم کرنے اور یقین کرنے کی چیز ہے۔ باقی اس کے علاوہ اور جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ میرے نزدیک توہم پرستوں اور عقیدتمندوں کی خیال آرائیاں ہیں۔ ہرگز قابل اطمینان نہیں۔ کسی معتبر کتاب میں یہ باتیں نہیں ملتیں۔ زہرہ کی داستان بھی ایسی ہی ہے کاش مسلمان ان لغویات کو چھوڑ کر جن سے سالار غازی جیسے مجاہد کی روح نفرت و بیزاری کا اظہار کررہی ہے۔